© rasailojaraid.com

قلب و نظر کے اوصاف و کمالات میں ترقی کا باعث ہوگا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

گزشتہ چند برسوں سے مرکزی اور صوبائی حکومتیں اردو کے ساتھ فیاضی اور کرم گستری کا جو معاملہ کر رہی ہیں ہم اُس کو "ہر چہ از دوست می رسد نیکوست" کا ہی مصداق قرار دے سکتے ہیں، اردو ترقی بورڈ کے ماتحت کچھ پرانی اور کچھ نئی کتابیں نہایت اہتمام سے شائع کی گئی ہیں، علاوہ ازیں ترجمہ و تالیف کا ایک وسیع پروگرام ہے جو زیر ترتیب ہے، اتر پردیش کی اردو اکاڈمی ہر سال ادیبوں اور شاعروں کو ان کی کتابوں پر لاکھوں روپیہ کے انعامات تقسیم کر رہی ہے، اس کے دیکھا دیکھی اب دوسرے صوبوں میں بھی اردو اکاڈمیاں قائم ہو رہی ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ سب کچھ اردو کی اصل بیماری کا علاج اور اردو والوں کے اصل مطالبہ کا خاطر خواہ جواب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں، اور ان سب سرکاری نوازشات کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ چند کھلونے دیکر اردو والوں کا دل بہلایا جا رہا ہے، اول تو یہ ادارے دوست نوازی کا مرکز بن گئے ہیں۔ معیاری اور غیر معیاری کی کوئی تفریق نہیں، انعام دینے کا طریقہ نہایت توہین آمیز ہے، ایک ہی شخص کئی کئی ناموں سے الٹی سیدھی کتابیں لکھ ڈالتا ہے اور سفارشوں کے ذریعہ کئی کئی انعامات وصول کر لیتا ہے، معمولی کتابوں پر بڑی رقم کے اور ان کے بالمقابل معیاری اور بلند پایہ کتابوں پر بہت قلیل رقم کے انعامات تقسیم ہوتے ہیں اور پھر سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ اگر اردو زبان بحیثیت قومی زبان کے ختم ہوگئی اور اس زبان کے بولنے اور پڑھنے والے ہی نہ رہے تو ان کتابوں کو پڑھے گا کون؟ اس لیے اردو کا حل بجز اس کے کوئی اور نہیں ہے کہ اردو زبان کی سرکاری حیثیت کم از کم اتر پردیش، بہار، پنجاب، ہریانہ، آندھرا، اور دہلی میں تسلیم کی جائے، اردو والوں کو اس ہمرنگ زمین دام سے ہوشیار رہنا اور اپنی ساری توجہات اور عملی جدوجہد کو اصل حل اور اُس کے مطالبہ پر مرکوز رکھنا چاہیے۔

© rasailojaraid.com